قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

منگل 08 ستمبر 2020ء | 20 محرم الحرام 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:213

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ان دونوں کو ان قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ: ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

(صحیح بخاری،کتاب الوضوء،ما جاء فی غسل البول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی جماعت کو مخاطب کیا: اے انصار کی جماعت! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَثْنَى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ فَمَا طُهُورُكُمْ؟ اللہ تعالیٰ نے طہارت اور صفائی ستھرائی کے بارے میں تمہاری تعریف کی ہے، پس تمہاری طہارت کیا ہے؟ انصار نے عرض کی کہ ہم نماز کے لئے وضوء کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوهُ یہی وہ چیز ہے اور اسی کو لازم پکڑو۔

(سنن ابن ماجہ،کتاب الطھارۃ و سننھا،الاستنجاء بالماء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

حقیقی پاکیزگی حاصل کرنے کا عمدہ طریق

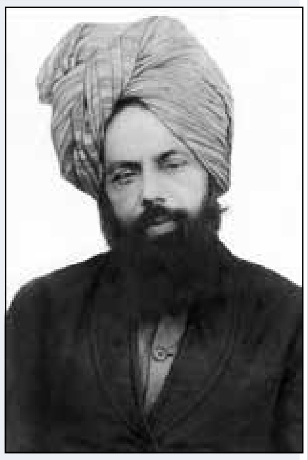

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جبتک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔‘‘

نیز فرمایا: ’’پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لیے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئی سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اُسے حقیر سمجھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 213- ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ۔

(سورۃ البقرہ آیت:223)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

ماحول کی صفائی اور احمدیوں کی ذمہ داریاں

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ابو مالک اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’پاکیزگی اختیار کرنا نصف ایمان ہے۔‘‘

(المعجم الکبیر جلد 3 صفحہ 284)

اب دیکھیں مومن کے لئے صفائی کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے، اور یہ احادیث اکثر مسلمانوں کو یاد ہیں، کبھی ذکر ہو تو آپ کو فوراً حوالہ بھی دے دیں گے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس پر عمل کس حد تک ہے؟ یہ دیکھنے والی چیز ہے، اگر ایک جگہ صفائی کرتے ہیں تو دوسری جگہ گند ڈال دیتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں میں جس شدت سے صفائی کا احساس ہونا چاہئے وہ نہیں ہے اور اسی طرح اپنے اپنے ماحول میں احمدیوں میں بھی جو صفائی کے اعلیٰ معیار ہونے چاہئیں وہ مجموعی طور پر نہیں ہیں۔ بجائے ماحول پر اپنا اثر ڈالنے کے ماحول کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر جہاں گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھانے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے، گھر سے باہر گند پھینک دیتے ہیں حالانکہ ماحول کو صاف رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنے گھر کو صاف رکھنا۔ ورنہ تو پھر اس گند کو باہر پھینک کر ماحول کو گندا کر رہے ہوں گے اور ماحول میں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بن رہے ہوں گے۔ اس لئے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ گھروں کے باہر گند نظر نہ آئے۔ ربوہ میں، جہاں تقریباً ۹۸ فیصد احمدی آبادی ہے، ایک صاف ستھرا ماحول نظر آنا چاہئے۔ اب ماشاء اللہ تزئین ربوہ کمیٹی کی طرف سے کافی کوشش کی گئی ہے۔ ربوہ کو سرسبز بنایا جائے اور بنا بھی رہے ہیں۔ کافی پودے، درخت گھاس وغیرہ سڑکوں کے کنارے لگائے گئے ہیں اور نظر بھی آتے ہیں۔ اکثر آنے والے ذکر کرتے ہیں۔ اور کافی تعریف کرتے ہیں۔ کافی سبزہ ربوہ میں نظر آتا ہے۔ لیکن اگر شہر کے لوگوں میں یہ حس پیدا نہ ہوئی کہ ہم نے نہ صرف ان پودوں کی حفاظت کرنی ہے بلکہ ارد گرد کے ماحول کو بھی صاف رکھنا ہے تو پھر ایک طرف تو سبزہ نظر آ رہا ہوگا اور دوسری طرف

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار (منظوم)
- مقبرہ بہشتی کا حقیقی مقام
- حضرت سلطان القلم علیہ السلام
- مکرم الحاج احمد وفاسلو کو صاحب مربی سلسلہ سیرالیون

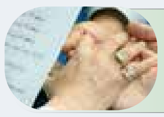

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ایک جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ذریعہ دعا سکھائی اور وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (آل عمران:39) اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت، اولاد عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعائیں سننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی کہ مَیں دعائیں سننے والا ہوں۔ اس لئے تم بھی کہو کہ اے اللہ تُو دعا سننے والا ہے۔ اس لئے ہماری دعائیں قبول کر اور ہمیں پاک اولاد بخش۔

پس جب پاکیزہ اولاد کی خواہش ہو تو اس کے لئے دعا بھی ہونی چاہئے لیکن ساتھ ہی ماں باپ کو بھی ان پاکیزہ خیالات کا اور نیک اعمال کا حامل ہونا چاہئے جو نیکوں اور انبیاء کی صفت ہیں۔ ہر ماں اور باپ کو وہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ مائیں دینی امور کی طرف توجہ دینے والی ہوتی ہیں، عبادات کرنے والی ہوتی ہیں تو مرد نہیں ہوتے۔ بعض جگہ مرد ہیں تو عورتیں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہیں۔ اولاد کے نیک ہونے اور زمانے کے بد اثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مرد عورت دونوں نیکیوں پر عمل کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے واقعات میں ایک واقعہ ملتا ہے جس میں اولاد ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک شخص کے لئے دعا ہے۔ لیکن اس دعا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مشروط کر دیا اور مشروط کیا اس شخص کے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے سے۔ وہ شخص ابھی احمدی بھی نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں نہیں آیا تھا لیکن شاید اس کی کوئی نیکی تھی جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی۔ یہ منشی عطا محمد صاحب پٹواری ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں غیر احمدی تھا۔ دین سے دُور ہٹا ہوا تھا۔ ان کے ایک دوست تھے وہ انہیں احمدیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے لیکن کہتے ہیں میں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت زیادہ اس بارے میں کہا اور میرے پیچھے پڑ گئے کہ میری باتیں سنو اور ان پہ غور کرو۔ مَیں نے کہا اچھا اگر آپ یہی کہتے ہیں تو میں آپ کو ایک دعا کے لئے کہتا ہوں۔ اگر وہ سنی گئی تو پھر میں غور کروں گا۔ آپ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں تو ان کو میرے لئے دعا کے لئے کہیں اور دعا اس بات کی ہے کہ میری تین بیویاں ہیں کسی کی اولاد نہیں ہے۔ ایک کے بعد دوسری شادی مَیں نے کی تا کہ اولاد پیدا ہو۔ یہ دعا کریں کہ مجھے بیٹا عطا ہو اور بیٹا بھی پہلی بیوی سے ہو۔ کہتے ہیں یہ خط انہوں نے میری طرف سے لکھ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ حضور نے دعا کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے اور فرمایا کہ آپ کو بیٹا عطا ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی صاحب کہتے ہیں مَیں ان دنوں میں سخت بے دین تھا۔ شرابی کبابی اور راشی ہوا کرتا تھا۔ رشوت لینا میرا عام کام تھا۔ مجھے کیا پتا ہوتا تھا کہ زکریا والی توبہ کیا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں میں یہ پتا کرنے کے لئے کہ زکریا والی توبہ کیا ہے مسجد میں گیا تو مسجد کا امام مجھے مسجد میں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ شرابی کبابی کہاں سے آ گیا۔ لیکن بہرحال جب مَیں نے سوال کیا تو میرے سوال کا وہ جواب نہیں دے سکا۔ کہتے ہیں پھر مَیں مولوی فتح دین صاحب احمدی کے پاس دوسرے گاؤں میں گیا۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ زکریا والی توبہ بس یہ ہے کہ بے دینی چھوڑ دو۔ حلال کھاؤ۔ نماز روزے کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا کرو۔ کہتے ہیں یہ سن کر مَیں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب چھوڑ

بقیہ صفحہ 4 پر

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: ”اے میرے اللہ! میری مدد فرما کہ تیرا ذکر کروں، تیرا شکر کروں، اور عمدگی سے تیری عبادت بجا لاؤں۔“

یہ پیارے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نماز کے بعد کی دعا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ ”معاذ! خدا تعالیٰ کی قسم! مجھے تم سے محبت ہے۔ میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا چھوٹنے نہ پائے۔“

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار

جب وقت مصائب کی صورت اک بندے کو دکھلاتا ہے
جب تاریکی چھا جاتی ہے غم کا بادل گھِر آتا ہے

ہر گام پہ پاؤں پھسلتے ہیں آفات کے جھکڑ چلتے ہیں
جب صبر کا دامن ہاتھوں سے رہ رہ کر چھوٹا جاتا ہے

جب آنکھیں بھر بھر آتی ہیں اُمیدیں ڈوبی جاتی ہیں
جب یاس کا دریا چڑھتا ہے دل اس میں غوطے کھاتا ہے

جب ناؤ بھنور میں گھرتی ہے جب موت نظر میں پھرتی ہے
جب حیلے سب ہو چکتے ہیں انساں بے بس ہو جاتا ہے

جب دم سینے میں گھُٹتا ہے جب دل میں ہوکیں اٹھتی ہیں
جب جینا کڑوا لگتا ہے، جب مرنا دل کو بھاتا ہے

جب بڑے بڑے جی چھوڑتے ہیں جاں دینے کو سر پھوڑتے ہیں
اس وقت بس ایک ”مسلماں“ ہے جو صبر کی شان دکھاتا ہے

یہ برکت سب ”اسلام“ کی ہے تعلیم اس رحمتِ عام کی ہے
جو ”نسخۂ تسکیں“ وہ لایا دل مسلم کا ٹھیراتا ہے

بے آس کی آس بن جاتا ہے

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفی نبیوں کا سردار

(درعدن ایڈیشن 2008ء صفحہ 14)

تبرکات

مقبرہ بہشتی کا حقیقی مقام

دینداری اور قربانی کی شرط پوری کرنے والا خدا کے فضل سے یقیناً جنتی ہے

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

لاہور سے اطلاع ملی ہے کہ ایک صاحب نے جو مخلص اور دیندار ہونے کے باوجود جلد بازی میں ذاتی ریمارک پاس کرنے کے عادی ہیں ایک ایسے شخص کے متعلق جو فوت ہو کر مقبرہ بہشتی میں دفن ہو چکا ہے دوران گفتگو میں اس قسم کے ریمارک کئے کہ اس میں یہ یہ عیب تھا۔ اور جب حاضر الوقت اصحاب میں سے ایک شخص نے انہیں ٹوکا کہ ایسے فوت شدہ شخص کے خلاف اس قسم کے ریمارک کرنا جو فوت ہو کر مقبرہ بہشتی میں دفن ہو چکا ہے بہت نامناسب اور خلافِ تعلیم اسلام اور خلافِ تعلیم احمدیت ہے تو کہا جاتا ہے (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ) کہ ان صاحب نے حسبِ عادت جلدی سے فرمایا کہ اگر وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہو چکا ہے تو پھر کیا ہوا وہ کبھی بھی اپنے فلاں فلاں عیب کی وجہ سے بخشا نہیں جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ رپورٹ درست ہے (اور میں یہ بات اگر کے الفاظ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں) تو نہ صرف اخلاقاً اور شرعاً بہت قابلِ اعتراض ہے بلکہ نظامِ وصیت کی بشاراتِ ربّانیہ کے بھی قطعی طور پر خلاف اور سخت قابلِ ملامت ہے۔ کیونکہ اول تو حدیث میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح ارشاد ہے کہ:

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

یعنی اے مومنو! تم اپنے فوت ہونے والے بھائیوں اور بہنوں کا ذکر ہمیشہ خیر کے رنگ میں کیا کرو۔ اور اگر بالفرض ان میں کوئی کمزوری بھی تھی تو اسے حوالہ بخدا کرتے ہوئے اس کے ذکر سے اجتناب کرو۔

پس ان صاحب کی پہلی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ایک فوت شدہ احمدی کے ذکرِ خیر کو ترک کر کے ذکرِ شر کا رستہ اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صریح ارشاد کے خلاف قدم مارا کہ اپنے مرنے والوں کو ذکرِ خیر سے یاد کیا کرو۔

علاوہ ازیں کسی شخص کی نیکی یا کمزوری کا حقیقی علم صرف خدا کو ہے جو علّام الغیوب ہے۔ اور وہ اس بات کو بھی جانتا ہے کہ کسی انسان کی نیکیوں اور کمزوریوں میں سے کس کو غلبہ حاصل ہے۔ انسان کی نظر اس معاملہ میں دھوکا کھا سکتی ہے لیکن خدا کبھی دھوکا نہیں کھاتا۔ کیونکہ وہ دلوں کے پوشیدہ خیالات اور مخفی نیکیوں اور مخفی بدیوں تک کو جانتا ہے۔ پس عقلاً بھی ایسے معاملات میں امن اور سلامتی کا طریق یہی ہے کہ انسان اپنے مرنے والے بھائی یا بہن کے متعلق حسن ظنی سے کام لے اور اپنی زبان کو بدگوئی سے بچا کر رکھے۔ کیونکہ بدگمانی اور بدگوئی ہر حال میں بہت بری اور مکروہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقاب خدائے جہان سے
شائد تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شائد وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما
شائد تمہارے فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شائد وہ آزمائشِ ربّ غفور ہو
بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار
پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبتِ ربّ العباد سے
دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اک زباں ہے عضوِ نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیثِ سیّدنا سیّدالوریٰ

(درثمین اردو)

مگر اس معاملہ میں سب سے بڑی بات جو اعتراض کرنے والے صاحب کے قول کو سخت بھیانک صورت دے دیتی ہے وہ نظامِ وصیت کی خلاف ورزی سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ سب دوستوں کو علم ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت کا نظام خدا تعالیٰ کے خاص ارشاد اور خاص بشارات کے ماتحت قائم کیا تھا اور اس کے لئے دین داری اور نیکی اور مالی قربانی کی شرط لگائی تھی اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ جو لوگ ان شرائط کو پورا کر کے جماعتی نظام کے ماتحت مقبرہ بہشتی میں داخل ہوں گے وہ خدا کے فضل سے یقیناً جنت میں جائیں گے۔ اور اگر ان میں کوئی کمزوری بھی ہو گی (کیونکہ کوئی نہ کوئی کمزوری کم و بیش اکثر انسانوں میں ہوتی ہے) تو اللہ تعالیٰ ان کی نیکی اور قربانی اور اپنی ذرہ نوازی کی وجہ سے ان سے عفو اور بخشش کا سلوک فرمائے گا اور انہیں اپنے فضل سے جنت میں جگہ دے گا۔ اور اسی لئے اس مقبرہ کا نام خدائی بشارت کے ماتحت بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں صراحت اور وضاحت سے فرماتے ہیں کہ:

’’ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس قبرستان کے لئے (خدا کی طرف سے) بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْہِ کُلُّ رَحْمَۃٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو (علیٰ قدرِ مراتب) اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 318-316)

اس زبردست خدائی بشارت کے ہوتے ہوئے جو شخص مقبرہ بہشتی کے کسی مدفون مرد یا مدفون عورت کے خلاف طعن اور اعتراض کی زبان کھولتا ہے وہ یقیناً ایک خطرناک غلطی کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ وہ خدائی نظامِ وصیت پر بھی ایک ایسی ضرب لگاتا ہے جس کے نتیجہ میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی غیر معمولی بشارتوں پر زد پڑتی ہے۔ بلکہ نظامِ وصیت کے متعلق بھی جماعت میں بددلی کا رستہ کھلتا ہے اور اس کی کشش کو سخت دھکا لگتا ہے۔ پس اس شخص کو توبہ کرنی چاہیئے ورنہ وہ یقیناً خدا کے حضور خطا کار شمار ہو گا۔ بے شک جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے کوئی نہ کوئی کمزوری اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے اور خدا کے خاص الخاص لوگوں یعنی نبیوں وغیرہ کے سوا کوئی شخص بھی کمزوریوں سے کلیتہً پاک نہیں۔ اور ہو سکتا ہے بلکہ بالکل ممکن ہے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے والوں میں سے بھی بعض لوگوں میں کم و بیش کمزوریاں پائی جاتی ہوں۔ مگر جب خدا نے جو عفو و غفور ہے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانک لیا اور ان کی کمزوریوں سے درگزر فرمایا اور ان کا انجام اچھا ہو گیا تو اس خوش قسمت جماعت کے خلاف زبان کھولنا اور انہیں ان کے مرنے اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کے بعد ناگوار طعن کا نشانہ بنانا ایسی جسارت ہے جو سچی توبہ کے سوا ہرگز معاف نہیں ہو سکتی۔ پس میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور اپنے مرنے والوں اور مقبرہ بہشتی میں جگہ پانے والوں پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت کو خطرہ میں نہ ڈالو اور دوسروں کے عیب گننے کی بجائے خود اپنے انجام کی فکر کرو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حکیمانہ شعر کو کبھی نہ بھولو کہ:

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

(درثمین اردو)

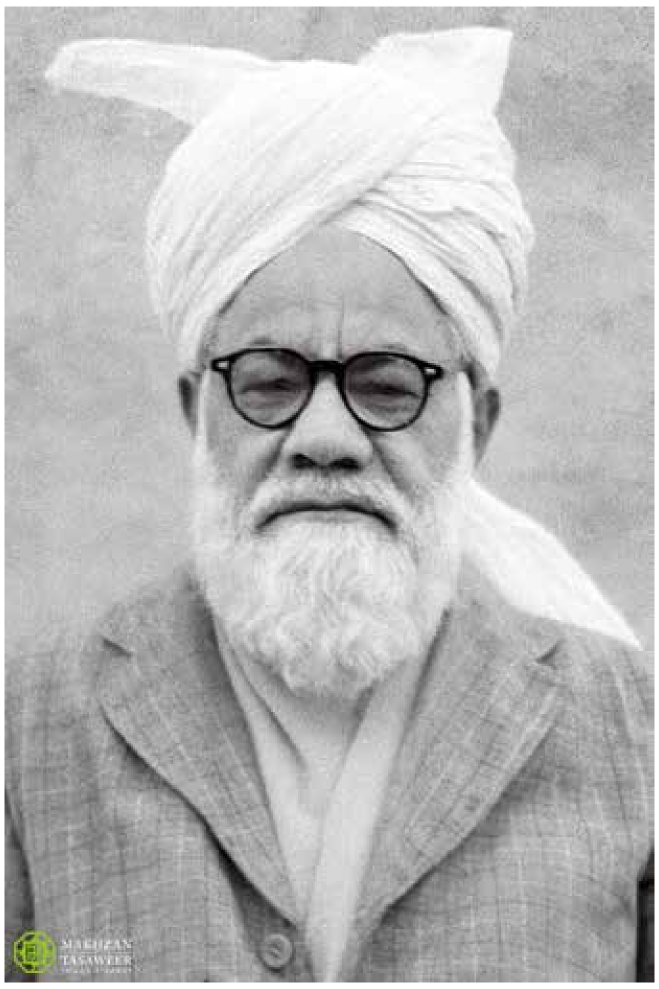

خود میرا یہ حال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان متضرعانہ دعاؤں کے باوجود جو حضور نے اپنی اولاد کے متعلق فرمائی ہیں۔ اور پھر ان خدائی بشارتوں کے باوجود جو حضور کو اپنی اولاد کے متعلق خدا کی طرف سے ملتی رہی ہیں۔ اور پھر اس بات کے بھی باوجود کہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل و عیال کو وصیت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ میں ہمیشہ اپنے انجام سے متعلق خائف رہتا اور خدا سے بخشش کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیارا قول کبھی میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا کہ حقیقتاً نجات خدا کے فضل سے ہے نہ کہ انسان کے اپنے عمل سے۔ میرا اصل مضمون تو اس جگہ ختم ہو گیا مگر ایک ضمنی سوال کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی خاص جگہ میں دفن ہونا انسان کو جنّتی بنا دے جبکہ اخروی نجات خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اور انسان کی نیکی اور دینداری اس کے فضل کی جاذب بنتی ہے؟ سو اس کے متعلق اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ ہمارا

بقیہ صفحہ 4 پر

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کوڑے کے ڈھیروں سے بدبو کے بھبھاکے اٹھ رہے ہوں گے۔ اس لئے اہل ربوہ خاص توجہ دیتے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے نالیوں کی صفائی کا بھی اہتمام کریں اور گھروں کے ماحول میں بھی کوڑا کرکٹ سے جگہ کو صاف کرنے کا بھی انتظام کریں۔ تاکہ کبھی کسی راہ چلنے والے کو اس طرح نہ چلنا پڑے کہ گند سے بچنے کے لئے سنبھال سنبھال کر قدم رکھ رہا ہو اور ناک پر رومال ہو کہ بو آ رہی ہے۔ اب اگر جلسے نہیں ہوتے تو یہ مطلب نہیں کہ ربوہ صاف نہ ہو بلکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ دلہن کی طرح سجا کے رکھو۔ یہ سجاوٹ اب مستقل رہنی چاہئے۔ مشاورت کے دنوں میں ربوہ کی بعض سڑکوں کو سجایا گیا تھا۔ تزئین ربوہ والوں نے اس کی تصویریں بھیجی ہیں، بہت خوبصورت سجایا گیا لیکن ربوہ کا اب ہر چوک اس طرح سجنا چاہئے تا کہ احساس ہو کہ ہاں ربوہ میں صفائی اور خوبصورتی کی طرف توجہ دی گئی ہے اور ہر گھر کے سامنے صفائی کا ایک اعلیٰ معیار نظر آنا چاہئے۔ اور یہ کام صرف تزئین کمیٹی نہیں کر سکتی بلکہ ہر شہری کو اس طرف توجہ دینی ہوگی۔

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2004ء)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

دی۔ رشوت لینی بند کر دی۔ نماز روزے کا پابند ہو گیا۔ کہتے ہیں چار پانچ مہینے کا عرصہ گزرا ہو گا کہ ایک دن میری بڑی بیوی رونے لگی۔ خیر اس کو دائی سے چیک کروایا تو اس نے جو بات کی اور وہ اس طرف شک کا اظہار تھا کہ شاید اولاد ہونے والی ہے۔ بہرحال اس کی بات سن کر میں نے اس سے کہا کہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی ہے۔ یہ اولاد ہونے کی نشانی ہے۔ شک والی کوئی بات نہیں۔ کہتے ہیں کچھ عرصہ بعد حمل کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تو میں نے لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میرے بیٹا پیدا ہو گا اور صحتمند اور خوبصورت بھی ہو گا۔ چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ اور کہتے ہیں اس کے بعد میں نے بیعت کر لی اور اس علاقے کے بہت سے اَور لوگوں نے بھی بیعت کی۔

(ماخوذ از سیرۃ المہدی جلد 1 صفحہ 220-221 روایت نمبر 241)

تو اللہ تعالیٰ کسی کا انجام بخیر کرنا چاہتا ہے تو اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد ہونا ان کی اصلاح اور پاک تبدیلی کا باعث بن گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی دعا کی قبولیت کو ان میں پاک تبدیلی کے ساتھ مشروط کیا تھا۔ تو بہرحال جہاں زکریا کی دعا ہم اپنی اولاد کے لئے کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

لیکن اس ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک اور شخص کا معاملہ پیش ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ میرے لئے دعا کریں بیٹا پیدا ہو یا اولاد ہو تب میں احمدی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ لوگوں کے ہاں بچے پیدا کروانے کے لئے میں آیا ہوں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 115۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء)

بقیہ: حضرت سلطان القلم علیہ السلام...... از صفحہ 5

منظوم کلام ہے۔ آپ کا فارسی منظوم کلام بھی انتہائی پر معارف، دلنشین اور وجد آور ہے۔ آپ کے فارسی منظوم کلام کا اردو ترجمہ بھی شائع شدہ ہے۔ یہ ترجمہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے کیا ہے۔

القصائد الاحمدیہ

عام طور پر قصائد الاحمدیہ کے نام سے معروف، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے منظوم عربی کلام کا مجموعہ ان قصائد پر مشتمل ہے جو حضور نے اپنی اردو اور عربی تصانیف میں جا بجا رقم فرمائے ہیں۔ ان قصائد کا اصل موضوع رسول عربی حضرت محمد ﷺ کی ذات سے آپ کے بے مثال عشق و محبت کا اظہار ہے۔ حضور کا یہ کلام فصاحت و بلاغت، پاکیزگیٔ افکار اور خالص عربی اسلوب کے لحاظ سے ایک بے مثل شاہکار ہے اور اسلامی عربی لٹریچر میں ایک گراں قدر اضافہ۔ آنحضور ﷺ کی مدح میں آپ کا مشہور قصیدہ ''یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ'' بھی اسی کتاب کا حصہ ہے۔

آپ نے کبھی کسی دینی مدرسہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی کسی شاعر سے اصلاح لی۔ لیکن جب بھی آپ کو اپنے جذبات کی ترجمانی کی ضرورت پیش آئی، آپ نے اپنے خداداد علم سے اردو، فارسی اور عربی میں بلا تکلف اور بلا تصنع طویل قصائد اور نظمیں تحریر فرمائیں جو ادب کی بلندیوں کو چھوتی ہیں۔ آپ کا یہ کلام رہتی دنیا تک آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ایک زندہ نشان ہے۔

دُرِّ مکنون

دُرِ مکنون المعروف ''کلامِ احمد'' حضرت اقدس مسیح موعود کا دعویٰ سے قبل کا پرمعارف منظوم کلام ہے جو شائع شدہ ہے۔ دعویٰ سے قبل آپ اپنے کلام میں تخلص کا استعمال بھی فرماتے تھے۔ آپ کا تخلص ''فرخ'' تھا۔

بقیہ: مقبرہ بہشتی کا حقیقی مقام...... از صفحہ 3

ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ مقبرہ بہشتی کی مٹی کسی شخص کو جنّتی بنا دیتی ہے بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بار بار صراحت فرمائی ہے۔ چونکہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کے لئے نیکی اور دینداری اور قربانی کی شرط مقرر کی گئی ہے۔ اس لئے مقبرہ بہشتی کے تعلق میں خدا تعالیٰ ایسا تصرف فرماتا ہے کہ وہی شخص اس مقبرہ میں دفن ہوتا ہے جو خدا کے علم میں جنّتی ہوتا ہے۔ پس مقبرہ بہشتی کی مٹی کسی کو جنّتی نہیں بناتی بلکہ اس کے برعکس وہی شخص اس مقبرہ میں دفن ہونے میں کامیاب ہوتا ہے جو خدا کے علم میں اپنی دینداری اور نیکی کی وجہ سے جنتی ہوتا ہے۔ اور اس کی نیکیوں کو اس کی کمزوریوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک شخص بظاہر موصی ہونے کے باوجود اپنی کسی مخفی بے دینی کی وجہ سے مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے سے محروم ہو گیا۔ دوسری طرف ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ جو شخص مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو وہ نعوذ باللہ جنّتی نہیں۔ کیونکہ مقبرہ بہشتی کے علاوہ بھی خدائی رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ صرف یہ ہے کہ اس مقبرہ میں دفن ہونے والا خدا کے فضل سے جنتی ہے۔ اور اگر اس میں کوئی کمزوری ہے تو خدا تعالیٰ اپنی ذرہ نوازی سے اس سے عفو اور بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ جو شخص اس زمانہ میں اپنے لئے خدائی بخشش کو یقینی بنانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ دینداری اور قربانی کی شرط پوری کرتے ہوئے وصیت کے نظام میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ مادیت کے اس زمانہ میں یہی امن اور سلامتی کا یقینی حصار ہے۔ فَافۡہَمُوۡا وَتَدَبَّرُوۡا وَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ۔ وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 12 جولائی 1960ء)

☆...☆...☆

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے توفوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً پانچصد فیملیز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔ خورونوش 2۔ تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

حضرت سلطان القلم علیہ السلام

(مرزا فضل احمد)

جیسا کہ پیشگوئی تھی کہ جب حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوں گے تو وہ اس قدر مال لوٹائیں گے کہ لوگ اسے لینے سے ہی منکر ہو جائیں گے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مبعوث ہو کر وہ روحانی خزائن لٹائے کہ جن کی نظیر لانا جوئے شیر لانے سے بھی مشکل کام ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے خداتعالیٰ سے الہام پا کر جب ماموریت زمانہ ہونے کا اعلان فرمایا تو اس کے ساتھ ہی آپ نے قلم کے جہاد کا اعلان بھی فرمایا۔ اور روحانی خزائن بانٹنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

چنانچہ آپ نے ہزاروں سال سے مدفون خزائن جب دنیا کے سامنے پیش کرنے شروع کئے تو ایک دنیا کی آنکھ حیرت و استعجاب سے خیرہ ہوگئی اور لکھنے والوں نے لکھا:

’’جب وہ لکھنے بیٹھتا تو جچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔۔۔اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔‘‘

خداتعالیٰ نے آپ کو ’’سلطان القلم‘‘ کے گراں بہا خطاب سے نوازا اور آپ کے قلم کو ’’ذوالفقارِ علی‘‘ فرمایا۔ آپ کے قلم نے خدائی تائید سے ایسے جلوے دکھائے اور ایسا لٹریچر معرضِ وجود میں آیا کہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ اس لٹریچر کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ......وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے، اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا، زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کرسکتا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3 صفحہ 104)

آپ نے یہ روحانی خزائن اس کثرت سے تقسیم کئے کہ دنیائے مذاہب میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ آپ کی کتب جو ’’روحانی خزائن‘‘ کے نام سے شائع شدہ ہیں، کی تعداد 90 کے قریب پہنچتی ہے۔ آپ کے ملفوظات، مکتوبات اور مجموعہ ہائے اشتہارات اس پر مستزاد ہیں۔علومِ روحانی سے مالامال ان خزائن کا جو بھی مطالعہ کرے گا، وہ اس بات کی گواہی دے گا جو مولانا ابوالکلام آزاد نے دی کہ:

’’وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا......جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔‘‘

یہ بہت بڑی شخصیت حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ، مسیح موعودؑ کی ذات بابرکات تھی۔ آپ نے تحریر، تقریر، خطبات، اشتہارات اور مکتوبات کے ذریعہ روحانی مائدہ تقسیم فرمایا۔ آپ کے جملہ روحانی خزائن کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

روحانی خزائن

آپؑ نے اسلام کی حقانیت و صداقت اور آنحضور ﷺ کی سچائی اور عظمت کے اظہار کیلئے 80 سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔ یہ کتب علوم کا خزانہ ہیں جن میں قرآن کی تفسیر سے لیکر موجودہ زمانہ کے مسائل اور ان کے حل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آپ کی یہ کتب 23 جلدوں میں شائع شدہ ہیں اور ’’روحانی خزائن‘‘ کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ کتب اردو، عربی اور فارسی زبان میں ہیں۔ ان میں قریباً 66 کتب اردو زبان میں ہیں۔

ملفوظات

ملفوظات سے مراد حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا وہ پاکیزہ اور پرمعارف کلام ہے جو حضورؑ نے اپنی مقدس مجالس میں یا جلسہ سالانہ کے اجتماعات میں اپنے اصحاب کے تزکیہ نفس، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت اور قیامِ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقتاً فوقتاً ارشاد فرمایا۔ یہ ملفوظات اردو میں ہیں اور ’’ملفوظات‘‘ کے نام سے 10 جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔

مکتوباتِ احمد

مکتوباتِ احمد سے مراد حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وہ خطوط ہیں جو آپ نے مختلف وقتوں میں حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف بغرض تبلیغ یا ان کے سوالات کا جواب دینے کی خاطر لکھے۔ یہ مکتوبات بھی اپنے اندر علم کی اک دنیا سمیٹے ہوئے ہیں۔ آپ کے یہ مکتوبات 3 جلدوں میں شائع شدہ موجود ہیں۔

مجموعہ اشتہارات

آپ نے جب دعویٰ فرمایا تو اس وقت اپنی بات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کیلئے اشتہارات شائع کرنا نہایت مفید سمجھا جاتا تھا چنانچہ آپ نے بھی اس طریق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کی حقانیت اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کے اثبات میں اشتہارات شائع کیے۔ 1878ء سے آپ نے یہ اشتہارات شائع کرنے شروع کئے اور یہ سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا۔ آپ کے یہ اشتہارات حججِ قاطعہ، براہینِ نیرہ اور زندہ خدا کے زندہ کلام سے پر ہیں اور اس روحانی اسلحہ کا اہم حصہ ہیں جو خداتعالیٰ نے آپ کو دینِ حق کے غلبہ کیلئے عطا فرمائے تھے۔ آپ کے یہ اشتہارات تین جلدوں میں شائع شدہ موجود ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہوجائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہوجائیں۔‘‘

تفسیر قرآن حضرت مسیح موعودؑ

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تمام مذاہب والوں پر حقانیتِ اسلام ثابت کرنے کی غرض سے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں۔ ان کتب میں آپ نے قرآنی تعلیمات کو بطور ثبوت بیان فرمایا اور قرآنی آیات کی خوبصورت، پرمعارف اور دلنشین تفسیر فرمائی۔ آپؑ نے اپنی تصانیف میں جہاں بھی قرآن کی آیات کی توضیح فرمائی ہے، ان سب کو یکجا کرکے ’’تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام‘‘ کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر پہلے دس جلدوں میں تھی اور اب چار جلدوں میں شائع شدہ ہے۔

فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ

رسول اللہ ﷺ نے آنے والے مسیح کیلئے یہ بات بھی بیان فرمائی تھی کہ وہ ’’حَکم و عدل‘‘ ہوگا یعنی انصاف کے ساتھ متنازعہ امور کا فیصلہ کرے گا۔ آپ نے یہ کام بھی بطریق احسن انجام دیا۔ آپ نے بہت سے معاملات میں امت مسلمہ اور جماعت احمدیہ کی راہنمائی فرمائی اور اپنے وقیع اور قیمتی فتاویٰ سے نوازا۔ یہ فتاویٰ سلسلہ کے لٹریچر میں بکھرے ہوئے قیمتی موتی تھے جنہیں یکجا کر کے ’’فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام‘‘ کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔

تذکرہ

آپؑ نے نبوت کی تعریف یہ بھی بیان فرمائی کہ خدا تعالیٰ نبی کو کثرتِ مکالمہ و مخاطبہ سے نوازتا ہے۔ آپ کو بھی یہ نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوئی۔ کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور کشوف و رؤیا سے نوازا۔ اس وحی مقدس اور رؤیا و کشوف کو یکجا کرکے ’’تذکرہ‘‘ کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔

عربی بول چال

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی شدید خواہش تھی کہ احباب جماعت عربی زبان سیکھیں۔ چنانچہ اس خواہش کی تکمیل کیلئے آپؑ نے جو کوششیں فرمائیں، ان کی ایک کڑی یہ کتاب بھی ہے۔ یہ کتاب ان عربی فقرات اور ان کے ترجمہ پر مشتمل ہے جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس لئے مرتب کئے تا جماعت کے لوگ انہیں یاد کریں۔ یہ مضمون ابتدائی طور پر رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا اور بعد ازاں اسے علیحدہ کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق

حضرت اقدس مسیح موعود کو نثر کے ساتھ شعر پر بھی یکساں دسترس حاصل تھی اور آپ نے اپنی کتب میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف، آنحضور ﷺ کی مدح سرائی اور اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کثرت کے ساتھ اشعار سے کام لیا ہے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

یعنی شعر و شاعری سے ہمارا مقصد و مدعا صرف اس قدر ہے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ آپ نے اپنی کتب میں جہاں جہاں اشعار لکھے ہیں، ان اشعار کو یکجا کرکے شائع کیا گیا ہے۔

درثمین اردو

درثمین اردو آپ کے اردو اشعار کا مجموعہ ہے۔ آپ کا یہ کلام سنجیدہ علمی و ادبی حلقوں میں نہایت وقیع اور پرمعارف مانا گیا ہے جسے پڑھ کر انسان پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

درثمین فارسی

درثمین فارسی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا فارسی

بقیہ صفحہ 4 پر

مکرم الحاجی احمد و فاسلو کو صاحب مربی سلسلہ مغربی افریقہ سیرالیون کا ذکر خیر

(مرسلہ: حافظ اسد اللہ وحید)

''مجھے نہیں معلوم کہ میں مزید کتنا عرصہ زندہ رہوں گا، اس لئے میں حق قبول کرنے میں مزید تاخیر کا متحمل نہیں ہوسکتا''

یہ اس خوش قسمت انسان مکرم الحاجی احمد و فاسلو کو مرحوم و مغفور کے الفاظ ہیں جس نے اپنی وفات سے صرف ڈیڑھ ماہ قبل اپنے دل کی گواہی پر امام الزماں علیہ السلام کو قبول کیا اور معاً مالی نظام میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ خاکسار اس بزرگ کا ذکر خیر کرنا چاہے گا۔

آج سے ٹھیک ایک سال قبل پاکستان سے سیرالیون کے مشرقی ریجن ''کونو'' میں بطور ریجنل مبلغ تقرری کے بعد خاکسار کی ملاقات یہاں کے ڈسٹرکٹ چیف امام مکرم الحاجی شیخ کابینے منسارے صاحب سے ہوئی جنہیں خاکسار نے اپنا اور جماعت کا تعارف کروایا۔ موصوف کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ جماعت کے بارہ میں مزید نہیں جاننا چاہتے لہٰذا انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے اپنی مصروفیت کا عذر کیا۔ نشست برخاست ہوئی اور ہم مشن ہاؤس واپس آ گئے۔

وقت گزرتا گیا۔ مذکورہ چیف امام صاحب سے رابطہ بحال رہا۔ دریں اثناء 2019ء کا اختتام آپہنچا اور جنوری 2020ء میں ہونے والے جلسہ سالانہ سیرالیون کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔

جلسے کے دعوت نامے تقسیم کرنے کا مرحلہ آیا تو ہم نے دوبارہ چیف امام صاحب سے ملاقات کی۔ جب انہیں جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی تو کہنے لگے کہ میں تو بوجوہ جلسہ میں شامل نہیں ہوسکوں گا تاہم اپنے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ چیف امام مکرم الحاجی احمد و فاسلو کو صاحب کو پیغام دوں گا کہ جلسہ میں میری نمائندگی کرلیں۔ ہم نے شکریہ ادا کیا اور وہاں سے رخصت ہوئے۔

امسال اس نوخیز ''کونو'' ریجن سے کل 115/ احباب و خواتین حد درجہ غربت اور نہایت نامساعد حالات کے باوجود پائی پائی جوڑ کر جلسہ میں شرکت کرنے جا رہے تھے۔

خاکسار بوجہ ڈیوٹی جلسہ سے چند روز قبل اپنے ریجن سے جلسہ کے مقام ''بو'' شہر پہنچ گیا تھا۔ جلسہ سے ایک روز قبل صبح جب ہمارا قافلہ خاکسار کے دونوں لوکل مشنریز صاحبان کی قیادت میں ''کونو'' سے روانہ ہوا تو خاکسار نے اپنے ایک لوکل مشنری صاحب سے فون پر پوچھا ''اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ چیف امام صاحب کے آنے کی امید ہے؟'' تو جواب ملا:

''وہ ہمارے ساتھ ہی قافلے میں آ رہے ہیں۔''

یَأۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ کا مصداق یہ قافلہ طویل سفر کے بعد جب شام کو جلسے کے مقام ''بو'' شہر پہنچا تو خاکسار پارکنگ میں پہلے سے موجود تھا۔

اسی اثناء میں میری نظر سفید لباس اور سرخ پرنے میں ملبوس ایک باریش بزرگ پر پڑی جس کا چہرہ باقی شرکائے جلسہ کی طرح سفر کی گرد سے اٹا ہوا تھا اور تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے لیکن جلسہ سالانہ میں شرکت کا شوق اور اخلاص و وفا ہر چیز پر حاوی تھا۔

خاکسار نے آگے بڑھ کر اس بزرگ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ چیف امام الحاجی احمد و فاسلو کو صاحب کا استقبال کیا اور دیگر احمدیوں سمیت ہم احمدیہ کمپاؤنڈ پہنچے۔

وہاں پہنچ کر خاکسار نے امام صاحب سے عرض کی کہ آئیں آپ کے لئے رہائش کا انتظام کردوں تو اس درویش صفت انسان نے دیگر احمدیوں کے ساتھ ہی رہنے کی خواہش ظاہر کی اور جلسہ کے تینوں دن ہماری جماعت کے احباب کے ساتھ رہے۔ یوں لگتا تھا کہ موصوف بہت بڑا مقصد لے کر جلسے میں آئے ہیں۔ مکرم امام صاحب نے اس جلسہ میں شامل ہوکر اپنے اندر نمایاں تبدیلی محسوس کی۔

جلسہ میں باجماعت نماز تہجد کے دوران پر رقت اور پرسوز دعاؤں کی آہ وفغاں نے موصوف کے دل پر گہرا نقش چھوڑ دیا تھا جس کا اظہار انہوں نے اپنی تقریر کے دوران کیا اور جلسہ میں اسلامی بھائی چارے کی عمدہ مثال کا مشاہدہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں 24 ہزار سے زائد افراد کا جم غفیر بھی ایک گھر جیسا ماحول پیش کر رہا ہے۔

تقریر کے تسلسل میں کہا کہ اگر کوئی بیمار ہو تو احمدیہ ہسپتال موجود ہیں اگر تعلیم کی بات کی جائے تو احمدیہ سکول موجود ہیں اور اگر خدا کی عبادت کرنی ہو تو خوبصورت احمدیہ مساجد موجود ہیں اور یہ امتیاز جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی اور تنظیم کو حاصل نہیں۔ اس پر جلسہ کا پنڈال اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔

یہ جلسہ امام صاحب کی زندگی کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا اور جلسہ کی حسین یادوں سے رطب اللسان اس بزرگ نے واپس جا کر ہر ایک سے جماعت کی مہمان نوازی، اعلیٰ اخلاق اور جلسے کے کامیاب انعقاد کا تذکرہ جاری رکھا یہانتک کہ ان کی روداد سن کر چیف امام ''کونو'' کا بھی ہمارے ساتھ رویہ پہلے کی نسبت بہت اچھا ہوگیا۔

ماہ اپریل کے آغاز میں ایک روز امام فاسلو کو صاحب بغیر دھوپ کی عینک لگائے خاکسار کے مشن ہاؤس تشریف لائے اور آتے ہی مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ شیخ! (یہاں مسلمانوں میں کسی کو عزت دینے کے لئے شیخ کہہ کر پکارا جاتا ہے) ''میں نے آنکھوں کا کامیاب آپریشن کروایا ہے۔ اب میں کتابیں پڑھ سکتا ہوں۔'' چنانچہ خاکسار نے امام صاحب موصوف کو قرآن مجید کا تحفہ دیا جس پر ان کی خوشی دیدنی تھی۔ پھر جلسہ کی یادوں کا تذکرہ شروع ہوا اور بار بار جلسے میں مدعو کیے جانے پر مشکور ہوئے۔

بعد ازاں موصوف نے اپنے ذہن میں گردش کرنے والے بعض سوالات پوچھے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ اس کے بعد امام صاحب کہنے لگے۔ ''مجھے نہیں معلوم کہ میں نے مزید کتنا عرصہ زندہ رہنا ہے، اس لئے میں حق قبول کرنے میں مزید تاخیر کا متحمل نہیں ہوسکتا''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

چنانچہ اسی وقت انکا بیعت فارم پر کیا گیا اور انہیں بمعہ اہل و عیال جماعت میں شمولیت کی مبارکباد پیش کی گئی۔

بیعت کے بعد امام صاحب سے ہمارے لوکل مشنری صاحب کا مسلسل رابطہ رہا اور جماعتی نظام سے آگاہی کا سلسلہ چلتا رہا۔

وباء کے سبب فوری طور پر امام صاحب کی مقامی کمیونیٹی میں اجتماعی تبلیغ ناممکن تھی تاہم امام صاحب کی خواہش تھی کہ جلد ان کی کمیونیٹی میں بھی احمدیت کا پیغام پہنچے۔

مؤرخہ 22 جون کی شام ایک غیر از جماعت دوست مکرم محمد سیسے صاحب نے اس بزرگ امام الحاجی احمد و فاسلو کو صاحب کی اچانک وفات کی افسوسناک اطلاع دی اور بتایا کہ ٹائیفائیڈ کے حملے سے آپ کی وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ہمارے استفسار پر مکرم سیسے صاحب نے بتایا کہ وہ ہمیں امام صاحب کی وفات کی اطلاع دینا چاہتے تھے لیکن ہمارا نمبر امام صاحب کے ہی فون میں تھا اور فون بند ہوگیا تھا اس لئے ہمیں ان کی تدفین کے بعد ہی اطلاع ملی جس کا بے حد افسوس ہوا۔

بلا شبہ الحاجی احمد و فاسلو کو صاحب بعد میں آئے اور بہتوں پر سبقت لے گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلَهٗ وَارۡحَمۡهُ وَارۡفَعۡ دَرَجَاتِهٖ وَادۡخَلۡهُ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ

☆...☆...☆

اسلام میں عورت کا مقام

(حافظ عبدالمجید)

عورت، وفا اور مروت کا پیکر، صبر و ایثار کی تصویر، مصور کا تخیل، ابتداء سے مرد کی رفیق اور ساتھی، دنیا کی کوئی تہذیب اور معاشرہ عورت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، قوموں کے عروج وزوال میں مرد کے شانہ بشانہ رہی۔

محبت کے اس پیکر کے حقوق کو دنیا میں ہر دور اور ہر خطہ میں سلب کیا گیا۔ کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ یہ بد نما داغ انسان کی پیشانی سے کبھی دھویا نہیں جاسکے گا کہ زمانہ جاہلیت میں مرد نے اسی گود کو بے عظمت و بے قیمت کیا جس گود میں پرورش پا کر آدمی بنا۔

جن پتھروں کو عطا کی تھیں ہم نے دھڑکنیں
انہیں زباں ملی تو ہم پر ہی برس پڑے

عرب معاشرہ میں بڑے فخر سے شعروں کی صورت میں اس امر کو بیان کیا جاتا تھا کہ ہم ایسے باغیرت اور خود دار ہیں کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے ہیں۔ ایک عرب شاعر کہتا ہے۔

تَهْوِيْ حَيَاتِيْ وَ أَهْوٰى مَوْتَهَا شَفَقًا
وَالْمَوْتُ أَكْرَمُ نَزَّالٍ عَلَى الْحَرَمِ

کہ میری بیٹی تو میری زندگی کی خواہاں ہے اور مجھے زندگی کی دعائیں دیتی ہے۔ مگر میں اس کی موت کا متمنی ہوں کیونکہ حقیقت میں عورت کے لئے موت ہی سب سے زیادہ عزت کا مقام ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں لڑکیوں کی ولادت مرد کے لئے عذاب جان تھی۔ جب کوئی مرد سنتا کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو اس کا چہرہ غصے کے مارے سیاہ ہو جاتا۔ بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونا جاہلیت کی صفت اور مشرکوں کی عادات میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعنی اور جب ان (دور جاہلیت کے اہل عرب میں سے کسی) کو لڑکی کی بشارت دی جائے تو اس کا چہرہ غم سے سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ (اسے) ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس (خبر) کی تکلیف کی وجہ سے جس کی بشارت اُسے دی گئی۔ کیا وہ رسوائی کے باوجود (اللہ کے) اس (احسان) کو روک رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔ خبردار! بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

بیٹی کی پیدائش کی خبر سنتے ہی باپ کا چہرہ سیاہ ہو جاتا گھر میں اداسی ڈیرے ڈال دیتی۔ عورت وراثت کے مال کی طرح کسی مرنے والے کے بیٹوں میں تقسیم تو ہوتی مگر اسے باپ کے ترکہ سے کچھ نہ ملتا، عورت انسان نہیں ایک چیز تھی اسی لئے اس کی ملکیت تبدیل ہوتی رہتی تھی مگر اس کا نصیب تبدیل نہیں ہوتا تھا۔ دنیا کی ہر تہذیب، معاشرے، قوم اور مذہب کے ماننے والوں نے عورت کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھا۔ عورت کی اُس حالت کا نقشہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا نے کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے۔

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خون جگر سے پالنے والے تیرا خوں بہاتے تھے
جونفرت تیری ذات سے تھی فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدر وقیمت تھی؟ کچھ سوچ! تری کیا عزت تھی؟
تھاموت سے بدتر وُہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطا، تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جُرم نہ بخشا جاتا تھا تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تُو کنکر پتھر تھی احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر! ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

یہ مشق ستم جاری تھی کہ ایک دن جہالت وضلالت میں ڈوبے اسی صحرائے عرب نے نبیوں کے سردار، محسن انسانیت حضرت محمد مصطفی ﷺ کی وہ بات سنی جس سے عرب کی یہ مظلوم عورت آشنا نہ تھی عورت کا نجات دہندہ کہہ رہا تھا۔

’’جس شخص کے گھر بیٹی ہو اور وہ اسے نہ زندہ درگور کرے، نہ اسے ذلیل کرے اور نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔‘‘

(مسند احمد جلد 1 ص 223)

وہ رحمت عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظُلموں سے چھڑواتا ہے

عورت کو پہلی بار یوں لگا کہ وہ بھی ایک انسان ہے، اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب محسن انسانیت نے اس کی عزت افزائی فرمائی۔ وہ یکایک زمین کی پستیوں سے آسمان کی رفعتوں کو چھونے لگی اور اس کا دل اس محسن کی تقدیس کے ترانے الاپنے لگا تو جبیں خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے لگی۔ عورت کا نجات دہندہ انسان کامل تھا اور ایک کامل تعلیم کے ساتھ آیا تھا۔ وہ سامان تجارت کی طرح بکنے والی کمزور مخلوق کی بابت یوں مخاطب ہوا۔

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ۔ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

عورت کے سارے درد ختم ہو گئے جب اس محسن انسانیت نے جنت کو ماؤں کے قدموں سے وابستہ کر کے دنیا اور آخرت کی فلاح کی کنجی اسے تھما دی، اب وہ بھی اشرف المخلوقات تھی۔

دنیا کے تمام مذاہب اور تہذیبوں میں عورت کے ذکر کی تحقیق کر دیکھو، وہ شان جو حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ایک چھوٹے سے پاکیزہ جملے ’’جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔‘‘ میں عورت کو عطا کر دی ہے اس کا لاکھواں کروڑواں حصہ بھی مجھے کہیں اور سے لا کر دکھاؤ۔ اتنا خوبصورت فقرہ ہے، اتنا عظیم عورت کیلئے اظہار تحسین ہے کہ جس کے متعلق فقرہ کہا جائے بلاشبہ اس کو آسمان کی بلند تر رفعتیں عطا ہو جاتی ہیں۔ محسن انسانیت حضرت محمد مصطفی ﷺ کا نہ ہاتھ تنگ تھا، نہ دل اس نے عورت کو باپ کے ترکہ میں بھی حصہ دار بنا دیا، شادی بیاہ کے معاملے میں عورت کی مرضی کو اہم قرار دیا، خاوند کی وفات یا علیحدگی کی صورت میں عورت کو دوسری شادی کا حق عطا کیا الغرض عورت کو لونڈی سے گھر کی مالکہ بنا دیا۔

عورت کی فطری نزاکت کو سمجھتے ہوئے جہاں اس محسن نے اُسے آبگینہ سے تشبیہ دے کر محتاط رویہ اختیار کرنے کا درس دیا وہیں لاتضربو اماء اللہ فرما کر عورت پر تشدد کی راہ بھی بند کر دی۔ اس محسن اعظم نے اپنی آخری وصیت میں عورت کو یوں یاد رکھا کہ میں تمہیں آخری وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے رہنا۔

(دیباچہ تفسیر القرآن ص 256)

مغرب آج اکیسویں صدی میں بھی عورت کو وہ مقام نہیں دے سکا جو پندرہ سو سال پہلے اسے عرب کے ایک امی نبی نے دیا تھا۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ وہ پہلے مرد ہیں جنہوں نے عورتوں کے حقوق کے لئے نہ صرف آواز بلند کی بلکہ ان کے حقوق قائم کر کے دکھائے۔ عورتوں پر آپ کے بے پایاں احسانات ہیں۔

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیؐ نبیوں کا سردار

عربوں کے دستور کے مطابق جاہلیت کے زمانہ میں بیوہ عورت خود شوہر کی وراثت میں تقسیم ہوتی تھی۔ مرد کے قریبی رشتہ دار (مثلاً بڑا سوتیلا بیٹا) عورت کے سب سے زیادہ حق دار سمجھے جاتے تھے۔ اگر وہ چاہتے تو خود اس عورت سے شادی کر لیتے۔ خود نہ کرنا چاہتے تو ان کی مرضی کے مطابق ہی دوسری جگہ شادی ہو سکتی۔ عورت کا اپنا کوئی حق نہ تھا۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء باب لایحل لکم أن ترثوا النساء)

خاوند کی وفات کے بعد عرب میں عورت کا حال بہت رسوا کن اور بدتر ہوتا تھا۔ اسے بدترین لباس پہنا کر گھر سے الگ تھلگ ویران حصہ میں ایک سال تک عدت گزارنے کے لئے رکھا جاتا۔ سال کے بعد عربوں کے دستور کے مطابق کسی گزرنے والے کتے پر بکری کی مینگنی پھینک کر اس قید خانہ سے باہر آتی تھی۔

(بخاری کتاب الطلاق باب الکحل للحادۃ:4916)

نبی کریمؐ نے بیوہ عورت کو نکاح کا حق دیا اور فرمایا کہ وہ اپنی ذات

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کے بارہ میں فیصلہ کے متعلق ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔

(بخاری کتاب النکاح باب الایم احق بنکاحہا)

اسلام سے پہلے عورت کی ناقدری اور ذلت کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ اپنی مخصوص ایام میں اسے سب گھر والوں سے جدا رہنا پڑتا تھا۔ خاوند کے ساتھ بیٹھنا تو درکنار اہل خانہ بھی اس سے میل جول نہ رکھتے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض رأس زوجہا وترجیلہ)

آنحضرت ﷺ نے اس معاشرتی برائی کو دور کیا اور آپ کی شریعت میں یہ حکم اُترا کہ یہ ایک تکلیف دہ عارضہ ہے ان ایام میں صرف ازدواجی تعلقات کی ممانعت ہے عام معاشرت ہرگز منع نہیں۔ (سورۃ البقرہ:223) چنانچہ آنحضور ﷺ بیویوں کے مخصوص ایام میں ان کا اور زیادہ لحاظ فرماتے۔ ان کے ساتھ مل بیٹھتے۔ بستر میں ان کے ساتھ آرام فرماتے اور ملاطفت میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔

(ابو داؤد کتاب الطہارہ باب فی مواکلۃ الحائض)

اس دور جاہلیت میں عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت اور عورت کے ساتھ نفرت اور حقارت کے جذبات زائل کرنے کے لئے ہمارے آقا ومولا نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا کی جو چیزیں سب سے زیادہ عزیز ہیں ان میں اول نمبر پر عورتیں ہیں۔ پھر اچھی خوشبو مجھے محبوب ہے مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز اور محبت الٰہی میں ہی ہے۔

(نسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء)

بلاشبہ رسول کریم ﷺ کا ہی حوصلہ تھا کہ اس صنف نازک کے حق میں آپ نے اس وقت نعرہ بلند کیا جب سارا معاشرہ اس کا مخالف تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد ہو کر عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہونے کی منفرد مثال صرف اور صرف ہمارے نبی ﷺ کی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطاب فرمایا وہ ایک نہایت ہی جامع اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں آپ نے عورتوں کے حقوق کے متعلق خاص طور پر تاکید کی اور فرمایا کہ دیکھو میں تمہیں عورتوں کے حقوق کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں کہ یہ بیچاریاں تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہی تو ہوتی ہیں۔ تمہیں ان پر سخت روی کا صرف اسی صورت میں اختیار ہے کہ اگر وہ کسی بے حیائی کی مرتکب ہوں تو تم اپنے بستروں میں ان سے جدائی اختیار کر سکتے ہو یا اس سے اگلے قدم کے طور پر انہیں کچھ سرزنش کرتے ہوئے سزا بھی دے سکتے ہو مگر سزا بھی ایسی جس کا جسم کے اوپر کوئی نشان یا اثر نہ پیدا ہو۔ اگر وہ اطاعت کر لیں تو پھر ان کیلئے کوئی اور طریق اختیار کرنا مناسب نہیں۔ یاد رکھو جس طرح تمہارے عورتوں کے اوپر کچھ حقوق ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حق ہیں جو تم پر عائد ہوتے ہیں۔تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے لئے اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی ہوں اور تمہاری مرضی کے سوا کسی کو تمہارے گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ لباس میں، پوشاک میں اور کھانے پینے میں احسان کا سلوک کرنے والے ہو اور جس حد تک توفیق اور استطاعت ہے، ان سے حسن سلوک کرو۔

(سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجہا۔ 1083)

اسلام نے عورتوں پر جو احسانات کئے اس کی نظیر ہمیں دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔اسلام نے عورت کو وہ مقام دیا جو اس سے قبل کسی مذہب نے نہیں دیا تھا۔اسلام عورت کے لئے زندگی کا پیغام لے کر آیا۔ وہ زیب میخانہ تھی۔اسلام نے اُسے زینت کا نشانہ بنادیا۔ وہ پامال تھی اسلام نے اُسے باکمال بنادیا۔ وہ برباد تھی، ناشاد تھی۔ اسلام نے اُسے شاد کیا، آباد کیا۔ اگر اسلام عورت کو یہ مقام نہ دیتا تو کوئی باپ بیٹی کی پیدائش پر سر اٹھا کر نہ چل سکتا۔ اگر اسلام عورت کو مقام نہ دیتا تو وہ ہمیشہ کی طرح بتوں اور دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھتی رہتی۔ اگر اسلام عورت کو عزت نہ دیتا تو بیٹی کی تربیت جنت کی ضمانت نہ ہوتی۔ ماں کی خدمت جنت کا پروانہ نہ ہوتی۔

اسلام نے عورت کو ذلت وپستی کی گہرائیوں سے اٹھایا اور اسے عظمت و رفعت کے بلند مقام پر فائز کر دیا۔تعجب ہے ان پر جو اسلام کو عورتوں کے حقوق کا غاصب قرار دیتے ہیں۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اسلام کے علاوہ کون سا دوسرا مذہب ہے جس نے اچھی بیوی کو نصف ایمان قرار دیا ہو؟ جس نے بیواؤں کو عزت کی مسند پر بٹھایا ہو؟ جس نے عورت کے حسن وجمال کو نہیں اس کے عورت ہونے کو قابل احترام ٹھہرایا ہو؟ عورت کو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کی حیثیت سے جو عظمت اور مقام اسلام نے دیا ہے وہ دنیا کے کسی مذہب یا تہذیب نے نہیں دیا۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاں اپنی عائلی زندگی میں اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک فرمایا وہاں اپنی امت کو بھی عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ محض بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیف عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تھی تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے تھے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 44)

آنحضرت ﷺ نے عورتوں پر جو احسانات کئے اس کی نظیر ہمیں دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی۔قرآنی احکام کے مطابق رسول کریم ﷺ نے جنگی قواعد میں یہ بات بھی شامل فرمائی تھی کہ کسی بچے کو نہیں مارنا چاہئے اور نہ کسی عورت کو"

پی ایرکر یائٹس لکھتے ہیں:۔

Muhammad, thirteen hundred years ago, assured to the mothers, wives and daughters of Islam a rankand diginity not yet generally assured to women by the laws of the West.

"محمد ﷺ نے تیرہ سو سال قبل اسلام میں ماؤں اور بیٹیوں کے لئے وہ مقام اور وقار یقینی بنادیا جو ابھی تک مغرب کے قوانین میں عورت کو نہیں مل سکا۔"

(Muhammad and Teaching of Quran by John Davenport p.126)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

غروب آفتاب	طلوع فجر	08 ستمبر 2020ء	
18:30	04:49		مکہ مکرمہ
18:33	04:46	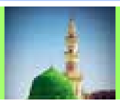	مدینہ منورہ
18:43	04:45	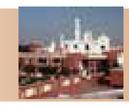	قادیان
18:23	04:25		ربوہ
19:32	04:58		اسلام آباد ٹلفورڈ